سوال

(132)خطبہ عیدین کی تعداد

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خطبہ عیدین کا مثل خطبتین جمعہ دو پڑھے جائیں یا صرف ایک خطبہ پڑھنا چاہیے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خطبہ عیدین دو پڑھے جائیں۔ ابن ماجہ (ص93) میں ہے۔

عَن جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : (خَرجَ رَسُولُ اللّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَوۡمَ فِطۡرٍ أَوۡ أَضۡحَی ، فَخَطَبَ قَائِمًا ، ثُمَّ قَعَدَ قَعۡدَةً ، ثُمَّ قَامَ)[1]

(جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر کچھ دیر کے لیے بیٹھ گئے پھر کھڑے ہوئے)

اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں اسماعیل بن مسلم ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن اولاً تو یہ حدیث بلا معارض ہے۔ثانیاً اثر ذیل سے جو منتقی کے "باب خطبہ العید واحکامہا" میں مذکور ہے یہ ضعیف منجبر ہو جاتا ہے۔

عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة قال یکبر الإمام یوم العید قبل أن یخطب تسع ... أنہ قال : (من السنة أن یخطب الإمام فی العیدین خطبتین ، یفصل بینھما بجلوس)[2](رواہ الشافعی)

(عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں سنت یہ ہے کہ امام عید کے دو خطبے دے اور ان دونوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھ کر فاصلہ کرے)

ثالثاً قیاس علی الجمعة اور تورات قدیم اس کے موید ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1]۔سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (1289) اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم "اور" ابو بحر البکراوی "دو راوی ضعیف ہیں علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔

[2] ۔مسند الشافعی (342)اس اثر کے قائل "عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ "تابعی ہیں اور جب کوئی تابعی کسی مسئلے سے متعلق بات کو "السنۃ "کے لفظ سے بیان کرے تو وہ مرفوع کے حکم میں نہیں ہوتا البتہ اگر کوئی صحابی کسی بات کو"السنۃ" کے لفظ کے ساتھ بیان کرے تو وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے (معرفۃ علوم الحدیث ص62فتح الحدیث (119/1)سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک اثران الفاظ "السنۃان یخطب فی العیدین خطبتین فیفصل بینھا بجلوسکے ساتھ مروی ہے لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں "ضعیف غیر متصل "(نصب الرایۃ149/2)

ھذاما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ:289

محدث فتویٰ